پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین میگزین

بچوں کا اسلام

ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

813 اتوار 3 جمادی الاولیٰ 1439ھ مطابق 21 جنوری 2018ء

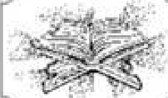


ثمر اجلاس



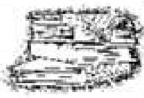
محنت کا جن

بسم اللہ الرحمن الرحیم



شیطان مردود سے پناہ

"جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا، تو کہنے لگیں کہ پروردگار! میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔" ﴿سورۃ آل عمران: آیت 36﴾



افضل ترین تعوذ

حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے ابن عابس! کیا میں تجھے افضل تعوذ نہ بتاؤں جس کے ذریعے لوگ پناہ لیتے ہیں؟" میں نے عرض کیا: "کیوں نہیں یارسول اللہ! ضرور بتلایئے!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس، یہ دونوں سورتیں سب سے افضل اور بہترین تعوذ ہیں۔" ﴿رواہ النسائی﴾

بچوں کا اسلام کی بیٹھک

دستک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

سال ڈیڑھ ہوا...... ہم نے اسی صفحے پر ایک اداریہ لکھا تھا...... جس کا عنوان 'قارئین کا اپنا گھر' تھا۔

اس میں ہم نے 'بچوں کا اسلام' کو ایک گھر سے تشبیہ دی تھی اور اس کے مختلف سلسلوں کو گھر کے مختلف گوشوں سے تعبیر کرتے ہوئے 'چمن' پر کچھ تفصیل سے بات رکھی تھی...... وہ چمن کہ جس میں 'مسکراہٹ کے پھول' کھلتے ہیں۔ اس تمثیلی اداریے کو قارئین نے بہت زیادہ پسند کیا تھا۔ ہم نے اس 'دستک' میں عرض کیا تھا کہ آیندہ بھی گھر کے دوسرے کمروں، دالانوں کا جائزہ لیتے رہیں گے۔

سو کچھ دن قبل ایک خیال آیا کہ اس گھر میں ماشاء اللہ جہاں سب کمرے ہیں...... تو بچوں کا اسلام کی ایک بیٹھک بھی تو ہونی ہی چاہیے۔ ایک ایسی بیٹھک جس میں بچوں کا اسلام کے قارئین، ایک خاندان کے ممبران کی طرح اپنے دکھ سکھ میں، سب بہن بھائیوں کو شریک کرسکیں۔ ایک دوسرے کے مسائل میں بہترین مشورے دے سکیں، دکھوں غموں میں دعائے خیر کرسکیں، خوشیوں کو بانٹتے ہوئے مبارک باد دے سکیں۔

گو آمنے سامنے کی گیلری پہلے سے ہی اس گھر میں موجود ہے مگر وہاں اصلاً بچوں کا اسلام کی ہی بات ہوتی ہے...... اِس گھر کے سنوارنے کے مشورے اور تبصرے ہوتے ہیں۔ بیٹھک خالصتاً گھر کے مکینوں کے لیے ہوگی...... لکھاری اور قارئین کے لیے ہوگی اور کسی قدر آپ کے اس 'خادم' کی بھی۔

یہ خیال دراصل ہمیں اس وقت آیا جب آگے پیچھے، تین لکھاری حضرات کے ہاں غمی کی خبر سنی...... سب سے پہلے پیارے بھائی سید بلال پاشا کے والد محترم سید عصمت پاشا صاحب کی اچانک وفات کی خبر نے حواس پہ بجلی سی گرادی۔ پچھلے برس جولائی کے سفر میں ہم ان کے گھر ایک دن کے لیے رکے اور ان کی بے پناہ شفقت اور مہمان نوازی سے محظوظ ہوئے تھے۔

پندرہ دن بعد ہی بچوں کے مشہور ادیب جناب ندیم اختر صاحب نے فیس بک پر اپنے والد محترم کے انتقال کے حوالے سے ایک نہایت پرتاثیر مضمون لکھ کر اداس کردیا۔ اگلے ہی دن نیوز چینل والے پیارے بھائی شاہد فاروق صاحب سے فون پر نیوز چینل کے حوالے سے بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ بے چارے اپنے والد محترم کے اچانک دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ ان سے ان کے والد صاحب کی عیادت کی اور دعا کی توفیق ہوئی تو احساس ہوا کہ ہماری دعائیں تو خیر ہیں ہی، مگر قارئین کو بھی اس میں شریک ہونا چاہیے۔ کیوں کہ بہت سارے مستجاب الدعوات قاری یقیناً ایسے ہوں گے جو اگر ہم میں سے کسی کے لیے ہاتھ اٹھا دیں تو ہماری بگڑی بن جائے۔

اتفاق کہیے کہ انہی دنوں تواتر سے قارئین کے ایسے خطوط ملے کہ جن میں خوشی غمی کی خبریں تھیں یا کسی عمومی مسئلے کی بابت ہم سے مشورہ چاہا گیا تھا۔ سو خیال آیا کہ میگزین میں ایک چھوٹا سا گوشہ اس حوالے سے ہونا ضروری ہے۔

سو اس شمارے سے سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ سب قارئین اس گوشے کو اپنی بیٹھک سمجھیے۔ آپ اپنے عمومی مسائل بتا کر قارئین سے مشورے کی درخواست کرسکتے ہیں، اپنے خوشی غمی میں ہم سب کو شریک کرسکتے ہیں۔ پوری دنیا میں پھیلے قارئین کی دعاؤں میں آپ بھی حصے دار بن سکتے ہیں۔

اس دعا کے ساتھ اجازت دیجیے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی بالعموم اور بالخصوص اہل پاکستان کی بگڑی بنادے آمین۔

والسلام مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

پہلا ناشتہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی۔ اللہ اسے اپنے دست قدرت میں لے کر الٹے پلٹے گا، جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی پہلی مہمان نوازی قرار دے گا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آ پہنچا اور کہنے لگا:

"اے ابوالقاسم! رحمٰن آپ پر برکت نازل فرمائے، کیا میں آپ کو یہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی مہمان نوازی کس چیز سے ہوگی۔"

آپ نے فرمایا:

"ہاں! بتادے۔"

اس یہودی نے اسی طرح بیان کیا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ "زمین ایک روٹی بن جائے گی، جسے اہل جنت سب سے پہلے ناشتے کے طور پر کھائیں گے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہودی کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف دیکھ کر ایسے ہنسے کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔

اس کے بعد یہودی نے کہا:

"کیا آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ اہل جنت کا سالن کیا ہوگا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ بھی بتادے۔"

یہودی نے کہا:

"بیل ہوگا اور مچھلی ہوگی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی بات اسی طرح پہلے صحابہ کرام کے سامنے بیان کر چکے تھے۔ یہودی کے منہ سے اسلام کی بعض باتوں کی تصدیق سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بہت لطف اندوز ہوئے۔

جمیل احمد خان۔ لاڑکانہ

صحابیِ رسول کی بددعا

مروان کے دربار میں ایک عورت آئی۔ اس نے کہا۔

"اے خلیفہ! مجھ پر ظلم ہوا ہے، مجھے میرا حق دلوایئے۔"

مروان نے اس پر ایک نظر ڈالی، پھر بولا:

"تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

"سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) نے۔"

اس نے فوراً کہا۔

مروان کو یہ سن کر حیرت ہوئی، اس عورت نے کسی عام آدمی پر الزام نہیں لگایا تھا۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی تھے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے، یعنی ان دس خوش نصیب انسانوں میں ایک جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

"کیا کہا تم نے ..... تم پر سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ظلم کیا ہے؟"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔"

"انہوں نے تم پر کیا ظلم کیا ہے؟"

"انہوں نے میری کچھ زمین دبالی ہے۔"

مروان نے مجبوراً حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا۔ آپ مروان کے دربار میں پہنچے، عورت کا الزام سنا، پھر فرمایا۔

عبدالتواب۔ وہاڑی

"میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی زبردستی دبالے گا، اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔" یہ سن کر مروان نے کہا۔

"اللہ کی قسم! اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرسکتا۔"

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

"اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کردے اور اس کی اسی زمین پر اسے موت دے۔" (یعنی جس زمین کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے)

آپ کی اس بددعا کے بعد وہ عورت اندھی ہوگئی۔ وہ ٹٹول کر چلا کرتی تھی اور کہتی تھی۔

"مجھے سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ جس زمین کے بارے میں اس نے الزام لگایا تھا، اس میں ایک کنواں تھا، آخر ایک دن وہ اسی کنوئیں میں گرگئی۔ وہ کنواں ہی اس کی قبر بن گیا۔ کسی نے اسے کنوئیں سے نکالنے اور اس کے کفن دفن کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔

یہ تھا ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر الزام لگانے کا انجام!

☆☆☆

خط کتابت کا پتہ

دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: bkislam4u@gmail.com

انٹرنیٹ پر بھی: www.dailyislam.pk سالانہ زر تعاون اندرون ملک: 800 روپے بیرون ملک: 5000 روپے

نیا سلسلہ وار مہماتی ناول

آواز کا راز

2

ابوالاسرار

”یہ کم بخت پہاڑی اپنی جگہ ٹکی کیوں نہیں رہتی آخر......!“ وامق نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا:

”ہم تو اس کی طرف جا رہے ہیں اور یہ ہے کہ پیچھے بھاگی جا رہی ہے......“

”ہاہاہا......ہاہاہا......“ عون نے وامق کی بات پر قہقہہ لگایا۔ ”دیکھتے ہیں کہاں تک بھاگتی ہے، اب کہ تب پکڑ میں آ ہی جائے گی......“

اور پھر وہ پہاڑی کے دامن میں پہنچ ہی گئے۔ آگے چڑھائی تھی جو انہیں پیدل ہی طے کرنا تھی۔

”کیا ہی اچھا ہوتا، یہاں پختہ سڑک ہوتی...... غضب خدا کا دس منٹ کا راستہ طے کرنے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔“

وامق بڑبڑایا۔

”پختہ سڑک پر گاڑی دوڑانا تھی تو یہاں آنے کی بھلا کیا ضرورت تھی......او بھائی! ایڈونچر......ایڈونچر...... یہ ایڈونچر ہی ہے، جس کے لیے ہم یہاں آتے ہیں اور پورا سال ان دنوں کا انتظار کرتے ہیں......“

عون نے موٹر سائیکل ایک پہاڑی دراڑ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ وامق خاموش ہی رہا تھا۔

ان کے کالج سے چشمے والی پہاڑی کا فاصلہ پانچ چھے کلومیٹر تو رہا ہوگا مگر دیکھنے پر لگتا تھا کہ بس یہی دو چار قدم پر ہے۔ اس پہاڑی کے پیچھے وسیع و عریض گھاٹی تھی جو جنگلی درختوں اور جھاڑیوں سے اٹی ہوئی تھی۔ درمیان میں انہی پہاڑیوں سے پھوٹنے والی ایک ندی بہتی تھی۔

یہاں چرند پرند کے علاوہ چیتے، بھیڑیے، سیاہ ریچھ اور دیگر خونخوار درندے بھی پائے جاتے تھے جو دشوار گزار پہاڑوں کی وجہ سے عموماً وادی کی طرف نہیں آتے تھے مگر کبھی کبھار کوئی بھولا بھٹکا بھیڑیا یا چیتا اس طرف آ بھی جاتا تھا۔

گھاٹی کے اس پار انتہائی خطرناک پہاڑی سلسلہ تھا جو کئی میل دور شمال مغربی ہمسایہ ملک کی سرحد تک پھیلا ہوا تھا۔

عون نے وامق کی طرف دیکھا، وہ اپنی دھن میں مگن نپے تلے قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔ عون نے سوچا، ابھی ان حضرت کی نظر آسمان کی جانب نہیں اٹھی ہے ورنہ پروگرام ملتوی کر دینے کا مفت مشورہ پیش کرنے میں ذرا دیر نہ لگاتے۔

خاصی طویل چڑھائی طے کرنے کے بعد اب وہ ایک ہموار جگہ پر تھے...... یہ چشمے والی پہاڑی کی وہ آخری حد تھی، جہاں تک انسانی قدم کوہ پیمائی کے سامان اور کسی خصوصی تیاری کے بغیر پہنچ سکتے تھے...... یہاں سے اس پہاڑی کی ہیئت بالکل ہی بدل گئی تھی، مخروط اور چٹیل چٹانیں نامعلوم بلندیوں کو چھو رہی تھیں اور بغیر کسی سہارے کے ان پھسلواں اور سپاٹ چٹانوں پر پاؤں جمانا بھی ناممکن تھا۔ پوری وادی میں یہی چٹانیں تھیں جن پر سبزہ بھی اگنے سے عاجز تھا، گویا انہیں اس وادی کے وہ پاؤں کہا جا سکتا تھا جو سبزے کی چادر سے باہر تھے...... قریب ہی ان چٹانوں کے دامن سے پھوٹنے والا وہ چشمہ بہہ رہا تھا، جس کی وجہ سے یہ پہاڑی ’چشمے والی پہاڑی‘ مشہور تھی۔

وامق کی سانس پھولی ہوئی تھی اور پہنچتے ہی وہ کھڑے قد سے زمین پر گرا تھا...... عون چونک کر اس کی طرف گھوما اور یوں زمین پر پڑے لمبی لمبی سانسیں لیتے دیکھ کر مسکرا دیا: ”کیا ہوا میرے شیر......!؟“ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

’’بھئی! یہ شیر ہونے کا اعزاز آپ ہی کو مبارک ہو...... آپ مجھے سیدھا سادا انسان ہی رہنے دیں۔‘‘ اس نے بے ترتیب سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔

’’ارے بھئی! ابھی سے چیں بول گئے...... ابھی تو ہمیں ان چٹانوں کے اوپر جانا ہے۔‘‘ عون نے چٹیل مخروطی چٹانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔

’’میں اس سے کہیں زیادہ اس سامنے والی کھائی میں کود کر بالکل اوپر جانا پسند کروں گا۔‘‘ وامق نے جل کر کہا اور عون نے اس کی بات پر زوردار قہقہہ لگایا۔

’’اچھا! اب اٹھو...... پہلے چشمے کے ٹھنڈے شفاف پانی سے ہاتھ منہ دھو کر ایک ایک کپ کافی ہو جائے، پھر تلاش کریں گے تمہارے ان خوب صورت اور معصوم خرگوشوں کو تاکہ میں ان پر اپنا نشانہ آزماؤں۔‘‘ عون وامق کو چڑانے کے پورے پورے موڈ میں تھا۔

’’دیکھیے بھیا!......‘‘ وامق تیزی سے اٹھ بیٹھا: ’’وعدہ کیجیے آپ خرگوشوں کو نہیں ماریں گے، ورنہ میں ابھی، یہیں سے واپس چلا جاؤں گا۔‘‘

’’اوہ!......‘‘ عون نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکیڑے، پھر سنجیدہ لہجے میں بولا:

’’اگر تم خرگوشوں کے بارے میں جانتے ہوتے کہ یہ نسلِ انسانی کے لیے کتنا بڑا خطرہ ہیں تو شاید ان کی اس قدر حمایت نہ کرتے۔‘‘

’’میں نے خرگوشوں کے بارے میں کافی کچھ پڑھا ہے، مگر ایسی کوئی بات میرے علم میں نہیں آئی کہ یہ نسلِ انسانی کے لیے بڑا خطرہ ہیں...... آپ بتانا پسند کریں گے کہ یہ بات آپ کے خزانۂ معلومات میں کہاں سے آئی۔‘‘ وامق بحث پر اتر آیا۔

’’ہاں، ہاں!...... ضرور...... دیکھو، یہ ضروری نہیں کہ ہر بات کتابوں میں لکھی ہو یا ہم بس اسی پر اکتفا کرلیں جو کتابوں میں لکھا ہو...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی عقل دی ہے، اسے استعمال کرنا چاہیے۔‘‘

تم نے یہ تو پڑھا ہوگا کہ مچھلی اور خرگوش دو ایسی مخلوق ہیں جن کی نسل کشی کی صلاحیت اللہ کی دیگر مخلوقات کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور یہ بھی کہ یہ دونوں مخلوقات جتنی بڑی تعداد میں پیدا ہوتی ہیں، اگر یہ سب کی سب جی جائیں تو انسان ہی نہیں، خشکی اور پانی میں کسی اور مخلوق کے لیے جگہ ہی نہ رہے...... اب بتاؤ اس صورت حال میں خرگوش کا شکار نسلِ انسانی کی خدمت نہیں تو اور کیا ہے؟!......‘‘ عون اپنے تئیں بڑی دور کی کوڑی لایا۔

’’بات کو اپنے موقف کی حمایت میں جس طرح آپ نے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اس کا جواب نہیں، مگر یہ تو بتایئے یہ نسلِ انسانی کی حفاظت آپ کا فریضہ کیونکر ٹھہرتی ہے۔ خالق نے تو خود ہی دیگر مخلوقات کے وجود اور حقوق کے تحفظ کا بندوبست اس معاملے میں اس طرح کر دیا ہے کہ مچھلی اور خرگوش، دونوں کی عظیم اکثریت اپنی موت آپ مرجاتی ہے یا......‘‘

’’...... دوسری مخلوقات کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے کام آتی ہے...... یہی کہنا چاہتے تھے ناں تم......‘‘ عون نے وامق کے منہ سے بات اچک لی۔ ’’اب جیسا کہ ہمیں معلوم ہے مچھلیوں کی غذا زیادہ تر دوسری مچھلیاں ہوتی ہیں...... مثل مشہور ہے، ہر بڑی مچھلی، چھوٹی مچھلی کو نگل جاتی ہے...... روزانہ ہزاروں ٹن مچھلیاں دنیا بھر میں پکڑی جاتی ہیں اور غذا کے طور پر استعمال ہوتی ہیں...... ثابت ہوا، خالق انسداد کا یہ کام اپنی دیگر مخلوقات کے ذریعے ہی کرواتا ہے...... پس! اگر ایک مچھلی دوسری مچھلی کا شکار کرکے خالقِ کائنات کی طرف سے موعودہ فریضہ انجام دیتی ہے اور اپنی غذا کا انتظام کرتی ہے تو یہ بندہ خاکسار عون حسن بھی اسی کی توفیق سے خرگوش کا شکار کرکے اپنے دستر خوان پر ایک لذیذ ڈش کا اضافہ کرتا ہے...... اس پر تمہارا اعتراض یا احتجاج، چہ معنی دارد۔‘‘

عون نے بات ختم کرکے تائید طلب نظروں سے وامق کو دیکھا۔

’’میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ آپ نے اپنے موقف کی حمایت میں تصویر کے سادہ پہلو میں تو نقوش ابھارنے کی کوشش کی ہے، مگر اصل تصویر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے...... یعنی یہ کہ مچھلی یا خرگوش کے شکار سے ان کی جتنی تعداد ختم ہوتی ہے اگر نہ بھی ہو تو میرا خیال ہے کہ کوئی بہت بڑا فرق محسوس نہ ہوگا، اصل مسئلہ تو وہ عظیم تعداد پیدا کرتی جو اپنی موت آپ......‘‘

بادل کی زوردار گرج اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ہی بڑی بڑی بوندوں نے ان کی بحث کا سلسلہ ختم کر دیا...... وہ اس افتاد پر بوکھلا سے گئے اور ابھی کچھ سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ بارش نے طوفانی شدت اختیار کرلی۔

’’سامنے والی چٹانوں کی طرف بھاگو۔‘‘ عون نے چیخ کر کہا: ’’وہاں ہمیں شاید بارش سے بچنے کے لیے کوئی جگہ مل سکے۔‘‘ اور پھر دونوں نے پوری قوت سے دوڑ لگا دی، جلد ہی وہ چٹانوں کے قریب پہنچ گئے اور تھوڑی سی تلاش پر ایک ایسا غار مل گیا جس کے دہانے پر ایک چٹان سائبان کی طرح جھکی ہوئی تھی اور اس کا رخ بھی ہوا کی مخالف سمت تھا جس سے وہ بارش اور بوچھار دونوں ہی سے محفوظ تھا۔

’’خدا کی پناہ!...... ایسی طوفانی بارش اس سے پہلے تو کبھی نہ دیکھی تھی یہاں......‘‘

عون نے بھیگے بالوں کو ہاتھوں سے دبا دبا کر نچوڑتے ہوئے کہا۔ وامق نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا...... وہ آنکھیں پھاڑے باہر کی طرف دیکھ رہا تھا...... بارش اور تیز ہواؤں نے فضا میں دھواں سا بکھیر دیا تھا اور ذرا سے فاصلے کی چیز بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

(جاری ہے)

حسنِ عمل

اثر جونپوری

سچ یہ ہے جو علم سے محروم ہے
وہ کہاں ممدوح ہے، مذموم ہے

علم کی خدمت ہوئی جس کو نصیب
جگ میں ایسا آدمی مخدوم ہے

علم والے وارثانِ انبیاء
علم کا رتبہ تمھیں معلوم ہے

ہے عبادت عالموں کی دید بھی
یہ حدیثِ پاک کا مفہوم ہے

صاحبِ قرآن یعنی شہرِ علم
سارے عالم میں اسی کی دھوم ہے

کس قدر معمول ہے سوچا کبھی
گو بہت کچھ آپ کو معلوم ہے

باجودِ علم ہے ناپید علم
گر اثرؔ حسنِ عمل معدوم ہے

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ

ابو احمد

حق و باطل کے پہلے معرکے (غزوۂ بدر) کو برپا ہوئے تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ ایک دن ایک نابینا شخص لاٹھی کے سہارے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آنے والے صاحب اگرچہ ظاہری بصارت سے محروم تھے، مگر ان کا چہرہ نورِ سعادت سے جگ مگا رہا تھا اور چہرے پر بلا کا جلال تھا۔ انہوں نے بارگاہِ نبوت میں سلام پیش کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور مسکرا کر دعا سے نوازا اور مجلس میں جگہ عنایت فرمائی۔ دعا سلام کے بعد آنے والے نے اپنا مدعا یوں بیان کیا: ”حضور ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں‘ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ میں نابینا ہوں اور معذور ہوں۔ کیا میں اس حالت میں اپنے مکان پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟“۔

آپ ﷺ نے اس کی بات غور سے سنی اور ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے کانوں میں اذان کی آواز پہنچتی ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”جی اللہ کے رسول ﷺ!“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تو پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرو۔“

ان صاحب نے حضور ﷺ کا یہ فرمان پلے سے باندھ لیا اور عمر بھر مسجد میں آ کر نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہ صاحب کہ جن کو معذوری کے باوجود حضور ﷺ کے فرمان کا اس قدر پاس تھا، حضرت عتبان بن مالک انصاری تھے۔ آپ ؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سالم سے تھا۔ آپ ؓ اپنے قبیلے کے سردار تھے اور انتہائی نیک فطرت تھے۔ آپ ﷺ نے ابھی تک مدینہ طیبہ کو ہجرت کا شرف نہیں بخشا تھا کہ حضرت عتبان ؓ کے کانوں میں توحید کی آواز کانوں میں پڑی۔ انہوں نے بلا تامل اس پر لبیک کہا اور انصار کے سابقون الاولون کی صف میں شامل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کا پرتپاک استقبال کرنے والوں میں حضرت عتبان بن مالک ؓ بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے چند روز مدینہ کی نواحی بستی قبا میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں بنو سالم کا محلہ آیا۔ حضرت عتبان بن مالک ؓ اور حضرت عباس بن عبادہ ؓ بنو سالم کے کرتا دھرتاؤں میں سے تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے آگے بڑھ کر حضور ﷺ کو خوش آمدید کہا اور قیام کے لیے اپنا مکان پیش کیا، لیکن یہ سعادت حضرت ایوب انصاری ؓ کے مقدر میں تھی، اس لیے آپ ﷺ انہیں دعائیں دیتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ہجرت کے چند ماہ بعد آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان عقد مواخاۃ قائم کیا‘ تو حضرت عتبان بن مالک ؓ کو فاروق اعظم ؓ کا دینی بھائی بنایا۔ ان دونوں بھائیوں میں تاحیات یہ رشتۂ مودت قائم و دائم رہا۔ رمضان 2 ہجری میں حق و باطل کا معرکۂ اول بدر کے میدان میں پیش آیا، تو حضرت عتبان بن مالک ؓ نے بڑے جوش و جذبے سے اس میں حصہ لیا اور مشرکین کے خلاف شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔ غزوہ بدر کے بعد حضرت عتبان ؓ کی آنکھیں خراب ہونا شروع ہو گئیں، جو کچھ مدت کے بعد بالکل جاتی رہیں اور آپ ؓ بالکل نابینا ہو گئے۔ اس لیے بدر کے بعد پیش آنے والے کسی غزوے میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت عتبان ؓ بارگاہِ نبوت میں درجہ قرب رکھتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انہیں بنو سالم کی مسجد کا امام مقرر فرما دیا تھا۔ اس دور میں کسی کو امامت کا مل جانا آسان امر نہ تھا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے امامت کے چند اصول مقرر فرمائے تھے۔ انہی کے مطابق امام مقرر ہوتے۔ لہٰذا امامت کا مستحق وہ ہوتا جو مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہوتا۔

1) جو سب سے زیادہ کلام اللہ پڑھا ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو
2) جو سنت سے سب سے زیادہ واقف ہو، اگر اس میں سب برابر ہوں تو
3) جس نے پہلے ہجرت کی ہو‘ اگر اس میں سب برابر ہوں تو
4) جس کی عمر سب سے زیادہ ہو تو وہ اس کا اہل ہوتا۔

حضور ﷺ کا حضرت عتبان ؓ کو امامت کے لیے منتخب فرمانا، بلاشبہ ان کی جلالت قدر کا کھلا ثبوت ہے۔

حضرت عتبان ؓ کو فیضان نبوی سے بہرہ یاب ہونے کا انتہائی شوق تھا۔ چوں کہ وہ معذور بھی تھے اور ان کا مکان مسجد نبوی سے دو تین میل کے فاصلے پر تھا۔ روزانہ آنے جانے میں دقت پیش آتی تھی۔ اس کا توڑ انہوں نے یوں نکالا کہ اپنے مواخاتی بھائی حضرت فاروق اعظم ؓ سے یہ طے کیا کہ دونوں باری باری بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا کریں۔ چنانچہ ایک دن فاروق اعظم ؓ حاضری دیتے اور جو بارگاہ نبوی سے سنا ہوتا، رات کو حضرت عتبان ؓ تک پہنچا دیتے۔ دوسرے دن حضرت عتبان ؓ بارگاہ نبوی میں حاضری دیتے اور اپنا دامن قرآن و سنت کے موتیوں سے بھر کر لے جاتے اور حضرت فاروق اعظم ؓ تک پہنچاتے تھے۔ اس طرح یہ سلسلہ عرصہ دراز تک چلتا رہا۔

پھر ایک دن ایک اور بات پیش آئی۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عتبان ؓ کی مسجد اور مکان کے درمیان ایک نشیبی علاقہ پڑتا تھا۔ بارش ہوتی تو وہ جگہ پانی سے بھر جاتی۔ نظر کی خرابی کے سبب حضرت عتبان ؓ کے لیے اس پانی میں سے گزر کر نماز پڑھنا انتہائی دشوار ہو جاتا۔ ایسی صورت حال میں آپ گھر پہ ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔ ایک دن آپ ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب بارش ہوتی ہے تو مسجد اور مکان کے درمیان گہرائی میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ نظر کی کمزوری کے سبب اسے پار نہیں کر سکتا۔ مجبوراً گھر پہ نماز پڑھ لیتا ہوں۔ اگر کسی دن حضور ﷺ تشریف لا کر اس جگہ نماز پڑھا دیں تو اس جگہ کو سجدہ گاہ بنا لوں۔“

آپ ﷺ نے ان کی بات توجہ سے سنی اور فرمایا ”بہت اچھا! آؤں گا“۔

چنانچہ دوسرے ہی دن حضور ﷺ حضرت ابوبکر ؓ کی معیت میں حضرت عتبان ؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تم کہاں نماز پڑھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے وہ جگہ دکھائی جہاں آپ ؓ بارش میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے وہیں دو

ہم کیا پالیں؟

ابا اور بیٹے کے درمیان ایک مکالماتی نظم

قدسیہ جبین

بیٹا:

ابو میرا دل کرتا ہے
اپنے گھر میں ہم کچھ پالیں
ابو! ابو! ہم کیا پالیں؟
کیا پالیں اور کیا نہ پالیں؟
(کچھ سوچتے ہوئے)
کیوں نہ ہم اک چڑیا پالیں
چھت پر جا کر دانہ ڈالیں
چڑیا جب وہ چگنے آئے
پکڑیں اور پنجرے میں ڈالیں

ابو:

بے شک بیٹے! چڑیا پکڑو
دانے ڈالو، جال میں جکڑو
لیکن ننھی منی چڑیا
قید میں کچھ نہ کھائے گی
چڑیا تو مر جائے گی

بیٹا:

تو کیوں پھر ہم چڑیا پالیں
اس کو قید میں کیوں ہم ڈالیں
اچھا ابو! پھر کیا پالیں؟
کیا پالیں اور کیا نہ پالیں؟
(کچھ سوچتے ہوئے)
کیوں نہ ہم اک بندر پالیں
جنگل جا کر دیکھیں بھالیں
کوئی تنہا ننھا بندر
جاں بھی دیکھیں، اس کو جالیں

ابو:

اچھا ہے تم بندر پالو
جنگل جا کر دیکھو بھالو
لیکن یہ بھی ذہن میں رکھو
بندر سب کچھ کھا جائے گا
اس کے گھر میں آ جانے سے
اک بھونچال سا آ جائے گا

بیٹا:

تو ہم آخر کیوں وہ پالیں
گھر کو بھی خطرے میں ڈالیں
اچھا ابو! پھر کیا پالیں؟
کیا پالیں اور کیا نہ پالیں؟
(کچھ سوچتے ہوئے)
کیوں نہ ہم اک ہاتھی پالیں
پیر میں اس کے بیڑی ڈالیں
کھیت سے ڈھیروں گنے لائیں
اس کو کھلائیں، خود بھی کھا لیں

ابو:

میرا بھی جی چاہے، ہاتھی
بن جائے ہم سب کا ساتھی
یہ بھی سوچ رہا ہوں ویسے
گھر میں آئے گا وہ کیسے؟
سارے دروازے چھوٹے ہیں
ہاتھی صاحب تو موٹے ہیں

بیٹا:

ابو! چھوڑیں ہاتھی، بندر
ہم کیوں لائیں گھر کے اندر
آخر میں نے سوچ لیا ہے
پالیں گے جو چیز، وہ کیا ہے
اس اتوار کے سب کاموں کو
اگلی چھٹی پر ہم ٹالیں
پیاری سی بکری کی خاطر
ساری منڈی کو کھنگالیں
اک مضبوط اور موٹی رسی
نازک سی گردن میں ڈالیں
پیار سے اس کو گھر میں لائیں
گھاس اور پتے آگے ڈالیں
جب وہ سارے چٹ کر جائے
سہلائیں ہاتھوں سے گالیں
مستی میں وہ اچھل کے بھاگے
ہم پیچھے سے اس کو جا لیں
ہر روز اپنا دودھ پلائے
عید پہ اس کی بوٹی کھا لیں

رکعتیں ادا کیں، پھر تھوڑی دیر وہیں قیام فرمایا۔ حضرت عتبان ﷛ نے فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر ﷛ کے ہمراہ اسے تناول فرمایا اور واپس دولت کدہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷛ نے عذر کے سبب گھر پہ بھی نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تھی، مگر آپ ﷺ نے منع فرما دیا تھا۔ جیسا کہ شروع میں گزر چکا۔

حضرت عتبان ﷛ آخر عمر تک مسجد بنو سالم کی امامت کرتے رہے۔ جیسا کہ بخاری کی روایت میں محمود بن ربیع ﷛ سے روایت ہے کہ 52 ہجری حضرت امیر معاویہ ﷛ کے عہد میں جب، میں غزوہ قسطنطنیہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ آیا، تو حضرت عتبان ﷛ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ بہت ضعیف ہو چکے تھے لیکن وہ بدستور اپنی مسجد کی امامت کرتے تھے۔

آپ کا انتقال 52 ہجری میں کسی وقت ہوا۔ آپ ﷛ کا شمار فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ راویان میں انس بن مالک، ابوبکر بن انس اور محمود بن ربیع کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ اہل و عیال کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

خاص طور پر آٹھ سال تک کے بچوں کے لیے کہانی

ابن آس محمد

جن کا بچہ اور محنت کا جن



وہ جیسے ہی قالین پر بیٹھی، جن کا بچہ دھواں بن کر قالین کے نیچے گیا......اور قالین کے نیچے چپٹا ہو کر، قالین کی لمبائی چوڑائی کے مطابق پھیل گیا......اور پھر......اگلے ہی لمحے وہ قالین ہوا میں اڑنے لگا......کمرے میں یہاں سے وہاں چکرانے لگا۔

آپ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ قالین اصل میں نہیں اڑ رہا تھا......قالین کے نیچے موجود جن کا بچہ اڑ رہا تھا......اور بچی کو لگا کہ قالین اڑ رہا ہے۔

وہ خوشی سے چلائی:

"واہ......مزہ آ گیا......واؤ......"

بچی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ مزے سے اڑن قالین پر بیٹھی کمرے میں سیر کرتی رہی اور آئس کریم کھاتی رہی۔ وہ دنیا کی پہلی بچی تھی جو اُڑن قالین پر بیٹھ کر آئس کریم کھا رہی تھی۔

اڑن قالین پہ اڑتے ہوئے آئس کریم کھانے کا خیال تو الہ دین اور شہزادی یاسمین کو بھی نہیں آیا تھا۔

جب تک آئس کریم ختم نہ ہو گئی وہ قالین سے نہ اتری۔ کافی دیر تک مزے کرنے کے بعد بچی بولی: "اب نیچے آ جاؤ اڑن قالین......"

جن کے بچے نے اللہ کا شکر ادا کیا اور احتیاط سے قالین سمیت فرش پر گیا۔

بچی قالین پر سے اتر کر بستر پر جا بیٹھی۔

جن کا بچہ قالین کے نیچے سے نکلا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ قالین کے نیچے کی بدبو نے اس کا حشر نشر کر دیا تھا۔ مگر وہ جن کا بچہ تھا......اور انسانوں سے محبت کرتا تھا، ایک بچی کو خوش کرنے کے لیے یہ ذرا سی بدبو برداشت کرنا اس کے لیے عام سی بات تھی۔

3

وہ تازہ ہوا کے لیے چند لمحوں کے لیے غائب ہو کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

بچی نے اِدھر اُدھر دیکھا، اسے لیمپ کا جن دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اپنی لیمپ کو رگڑا تو جن کا بچہ فوراً لیمپ کے نیچے سے اس کے اندر گھسا اور اس کی چمنی میں سے اوپر آ کر لہرانے لگا۔

یہ وہی وقت تھا جب اس گھر سے کچھ فاصلے پر رہنے والا، ایک بہت مشہور ڈکیت، اس گھر کے قریب منڈلا رہا تھا۔

ڈاکو بہت خطرناک تھا......ہمیشہ رات میں ڈاکے مارتا تھا......اس لیے 'رات کا ڈاکو' کے نام سے مشہور تھا۔

رات کا ڈاکو، کافی عرصے سے غائب تھا، پولیس اسے تلاش کر رہی تھی......وہ کچھ عرصہ دوسرے شہر میں رہنے کے بعد آج ہی واپس آیا تھا اور خاموشی سے دن بھر اپنے گھر میں چھپا رہا تھا۔

اب رات کو کسی گھر میں ڈاکا ڈالنے کے لیے نکلا تھا۔ وہ اس بچی کی کھڑکی کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک بچی اپنے کمرے میں موجود لیمپ کو رگڑ رہی ہے......اور اگلے ہی لمحے لیمپ میں سے دھواں سا اوپر آیا اور اس نے جن کے ایک بچے کی ہیئت اختیار کر لی اور بولا:

"کیا حکم ہے میری آقا......"

بچی نے کہا: "مجھے بہت ساری چیزیں چاہئیں......؟"

"حکم کریں میری آقا......" دھویں کے جن نے کہا۔

رات کا ڈاکو حیرت اور بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ایک سپر کمپیوٹر چاہیے......ایک الیکٹرک ٹرین چاہیے یعنی سپر ٹرین......مجھے ایک ہیلی کاپٹر چاہیے......ایک خلائی شٹل چاہیے......چاند پہ لے جانے والی چاند گاڑی چاہیے......اڑنے والا گھوڑا چاہیے......یونی کارن......اور......اور......ایک جادو کی چھڑی چاہیے......اور ہاں......وہ کار بھی چاہیے جو ہوا میں اڑتی ہے......"

جن کا بچہ ٹپٹا گیا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بچی کو دیکھنے لگا۔

"جلدی کرو......یہ سب چیزیں جلدی لاؤ......" بچی نے حکم دیا۔

"جو حکم میری آقا......" جن کا بچہ پریشان ہو کر بولا اور دیوار میں سے باہر نکل گیا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے...... یہ چیزیں کہاں سے لائے۔

وہ گلی میں آ کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔

اُدھر رات کا ڈاکو کھڑکی میں سے یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے خوش ہو کر خود سے کہا۔

''ارے واہ...... اس بچی کے پاس تو جن والا لیمپ ہے...... اگر یہ لیمپ مجھے مل جائے تو میں دنیا کا سب سے امیر آدمی ہو جاؤں گا......''

اس نے جھٹ ہاتھ بڑھایا جو آسانی سے اس میز تک پہنچ گیا۔

بستر پہ بیٹھی بچی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ رات کے ڈاکو نے لیمپ اٹھایا اور بھاگا...... بچی نے ایک چیخ ماری اور کھڑکی سے کود کر رات کے ڈاکو کے پیچھے بھاگی...... مگر ڈاکو کہاں اس کے ہاتھ آنے والا تھا۔

رات کا ڈاکو آگے اور بچی پیچھے پیچھے تھی...... دونوں اپنی پوری قوت سے دوڑ رہے تھے۔

ڈاکو کچھ ہی دیر میں اپنے گھر پہنچا...... جو قریب ہی تھا۔

اس نے اندر جاتے ہی لیمپ کو میز پر رکھا اور اسے رگڑنے لگا۔

''جلدی نکلو لیمپ کے جن...... مجھے امیر کر دو...... میری زندگی بدل دو......''

مگر جن کہاں سے نکلتا، وہ تو وہاں تھا ہی نہیں...... ہوتا تو اس میں سے نکلتا۔

اتنی دیر میں بچی اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی کمرے میں آ گھسی۔ اس نے چلا کر کہا۔

''میرا لیمپ واپس دو......''

رات کا ڈاکو کہاں سننے والا تھا، وہ تو لیمپ کو رگڑنے میں مصروف تھا۔ بچی اس کی شرٹ پکڑ کر کھینچنے لگی۔

''میرا لیمپ دو...... چور انکل!...... میرا لیمپ دو......''

رات کے ڈاکو نے مگر بڑی بے رحمی سے ایک لات ماری اور بے چاری بچی بلبلاتی ہوئی کھلے دروازے سے باہر جا گری۔ رات کا ڈاکو پھر بے تابی سے لیمپ رگڑنے لگا مگر جن نہیں نکلا۔

بچی چند لمحوں بعد غصے میں اندر آئی تو اس کا خون کھولا ہوا تھا۔ اس نے جھک کر رات کے ڈاکو کی ٹانگ پر اس زور سے کاٹا کہ اس کی پنڈلی میں دانت گڑ گئے۔

رات کا ڈاکو اچھل گیا اور بلبلاتے ہوئے ایک ٹانگ پکڑ کر ناچنے لگا، بری طرح چلانے اور ڈکرانے لگا۔ بچی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ...... جھٹ میز پر سے لیمپ اٹھایا اور باہر کو دوڑی۔

رات کے ڈاکو نے جو یہ منظر دیکھا وہ اپنے پیر کی تکلیف بھول گیا۔ لنگڑاتے ہوئے بچی کے پیچھے بھاگا......

اب بچی آگے آگے اور رات کا ڈاکو اس کے پیچھے پیچھے تھا...... اگرچہ اس سے بھاگا نہیں جا رہا تھا مگر یہ جن والے لیمپ کا معاملہ تھا......

بچی بھاگتے بھاگتے اپنے گھر کے قریب پہنچ گئی اور اس سے پہلے کہ کھڑکی کے ذریعے اپنے گھر میں گھستی...... رات کے ڈاکو نے اسے جا لیا، دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر لیمپ سمیت اٹھا لیا...... اور بھاگتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

عین اسی وقت جن کا بچہ جو بچی کی فرمائشی لسٹ پر پریشان ہو کر فٹ پاتھ پہ بیٹھا تھا...... اپنا ماتھا رگڑ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ یہ فرمائشیں کیسے پوری کرے...... اس نے بچی کی چیخوں کی آوازیں سن لیں۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک خطرناک چہرے والا آدمی، بچی کو اٹھائے ایک گھر میں گھس رہا تھا۔

جن کا بچہ فوراً کھڑا ہوا اور پھر اڑتے ہوئے ان کی طرف لپکا......

جب تک وہ ان کے قریب پہنچا...... آدمی بچی سمیت گھر میں گھس کر لوہے کا دروازہ بند کر چکا تھا مگر ایسے لوہے کے دروازے جن کا بچہ پہلے بھی بہت دیکھ چکا تھا۔

وہ دھواں بن کر دروازے میں سے گزر کر اندر پہنچ چکا تھا۔

اندر آ کر اس نے دیکھا کہ اس آدمی نے بچی کو ایک کرسی پر باندھ دیا تھا اور لیمپ میز پر رکھ کر اس کو رگڑ رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

''لیمپ کے جن...... باہر آؤ...... لیمپ کے جن باہر آؤ...... میرے حکم کی تعمیل کرو۔'' (جاری ہے)

مولویوں کا میلہ

ردا فاطمہ ۔ احمد پور شرقیہ

وہ علاقے کے چودھری تھے۔ سمجھ دار بھی خوب تھے، مگر مسجد کے امام کے زیرِ اثر تھے اور امام صاحب کو تبلیغی جماعت والوں سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چودھری صاحب اپنے گاؤں میں کوئی جماعت نہ چھوڑتے تھے۔ حالاں کہ یہ گاؤں رائے ونڈ سے پون گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

ایک روز رائے ونڈ شہر آئے اور واپسی پر ایک دکان دار سے پوچھا:

''اس سال مولویوں کا میلہ کب لگے گا؟''

''مولویوں کا میلہ؟''

دکان دار نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں ہاں مولویوں کا میلہ، جس میں بہت سارے مولوی جگہ جگہ سے آ کر تین دن کے لیے جمع ہو جاتے ہیں پنڈال میں۔''

''اوہ...... اچھا اچھا...... آپ کا مطلب ہے رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع۔''

''یہ تو مجھے پتا نہیں...... امام صاحب نے بتلایا تھا کہ رائے ونڈ میں ہر سال مولویوں کا میلہ لگتا ہے۔'' چودھری صاحب نے معصومیت سے کہا۔

''چودھری صاحب! یہ میلہ نومبر میں لگے گا۔ خود بھی آنا اور اپنے امام کو بھی لانا۔'' دکان دار نے دعوت دی۔

اور پھر چودھری صاحب مولویوں کے میلے میں آئے اور اثر لیے بغیر نہ رہ سکے۔ ماضی کی حرکتوں پر نادم ہوئے اور مولویوں سے دوستی کرنے کی ٹھان لی۔

☆☆☆

اگر میرا 80 فی صد حصہ کاٹ کر الگ کر دیا جائے، جیسا کہ جگر کے کینسر کے آپریشن میں ہوتا ہے تب بھی میں اپنے کام خوش اسلوبی سے انجام دے سکتا ہوں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ آپریشن کے چند مہینے کے اندر اندر میں اپنا سائز بڑھا لیتا ہوں اور دوبارہ پہلے والے سائز میں آجاتا ہوں۔ یہ صلاحیت میری انفرادیت ہے۔

چکنائی کے ذرات کا مجھ میں داخل ہونا بڑی خطرناک چیز ہے۔ اسے جگر پر چربی آجانا کہتے ہیں۔ یہ چربی میرے خلیوں کے درمیان جگہ بنا کر خلیوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہے۔ اس سے ان کے لیے کام کرنا ممکن نہیں رہتا۔ یہ چربی خون میں شامل ہو کر خون کی نالیوں میں رکاوٹیں اور بہت سے دوسرے اعضا کے لیے خطرات پیدا کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے میرے اندر ریشے دار خلیے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ایسے خلیے بے مصرف ہوتے ہیں اور میری صلاحیتوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ میں سکڑنے لگتا ہوں، سخت ہو جاتا ہوں اور میرا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ اس بیماری کو سرہوسز (Cirhosis) کہا جاتا ہے۔ یہ بیماری واقعی جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

آخری قسط

جگر کی کہانی جگر کی زبانی

محمد علی سید

سرہوسز نامی یہ بیماری کیوں ہوتی ہے؟ اس کی کئی وجوہ ہیں۔ جراثیم کا شدید حملہ، مثلاً ہیپاٹائٹس کی مختلف اقسام، آرسینک نامی زہر یا کوئی دوا اس بیماری کا سبب ہو سکتی ہے۔ شراب نوشی اور غیر متوازن غذا...... خصوصاً شراب مجھے شدید نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کی وجہ سے میرا سائز بڑھ جاتا ہے اور یہیں سے سرہوسز نامی مہلک بیماری کا آغاز ہو جاتا ہے۔

میں کئی طریقوں سے اپنی تکالیف کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ بہت زیادہ تھکن محسوس کرنا، بھوک اڑ جانا، کمزوری، پیٹ پھول جانا، یہ سب میری خرابی کی علامات ہیں۔ پیٹ پھولنا، پیٹ میں پانی بھر جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر اس کا فوری تدارک نہ کیا جائے تو مریض کے سینے پر خون کی نسیں مکڑی کے جال کی طرح پھیلی نظر آنے لگتی ہیں۔ ایسے میں جلد از جلد اچھے ڈاکٹر سے رجوع کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر حضرات مرض کی درست تشخیص کے لیے بائیواوپسی (Biopsy) کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ بائیواوپسی میں ایک باریک سوئی کا مخصوص منہ میرے چھوٹے سے حصے کو کاٹ کر الگ کر لیتا ہے۔ اس حصے کا لیبارٹری میں تجزیہ کیا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے بیماری کی شدت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

اللہ کا احسان ہے کہ آپ ان تمام بیماریوں اور مشکلات سے محفوظ ہیں۔ آپ کو تو شاید معلوم بھی نہیں کہ آپ کے جسم میں قدرت کا ایک حیران کن کیمیکل پلانٹ، دن رات آپ کی زندگی اور صحت کے لیے کس مہارت سے کام کر رہا ہے، تا کہ آپ زندہ رہیں اور صحت و سلامتی کے ساتھ زندگی گزاریں۔

کیمیکل پلانٹ

قدرت کی اس نعمت کی قدر کیجیے، کیوں کہ جن نعمتوں کی قدر نہیں کی جاتی وہ چھن بھی سکتی ہیں۔ قدر کرنے کے دو طریقے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ جس مالک نے آپ کو مجھ جیسی نعمت مفت عطا کی ہے، اس کا زبان، دل اور عمل سے شکر ادا کیجیے۔ دوسری بات یہ کہ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ گوشت کھائیں مگر مناسب حد تک۔

پاکستان میں ہیپاٹائٹس بی اور سی عام ہیں۔ یرقان کی یہ دونوں اقسام براہ راست مجھ پر ہی حملہ آور ہوتی ہیں اور دونوں ہی جان لیوا ہیں۔ ہیپاٹائٹس کے سارے مریض مر ہی نہیں جاتے، بہت سی صورتوں میں جسم کا دفاعی نظام ہیپاٹائٹس کے وائرس کے خلاف مدافعت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، لیکن بہرحال یہ ایک خطرناک مرض ہے۔

آج کل ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین عام دستیاب ہے۔ یہ ٹیکے لگوانا بہت ضروری ہیں۔ فی آدمی چند سو روپے کا خرچ آتا ہے لیکن اسے لگوانے کے بعد آپ اس مہلک بیماری سے تاحیات محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ٹیکے کا خرچ اس خرچ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو خرچ بیماری اور اس کے آخری نتیجے کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ایک حیران کن بات آپ کو بتاؤں! وہ یہ کہ ہیپاٹائٹس بی کا ٹیکا وہ واحد ٹیکا ہے جو کینسر جیسی لاعلاج بیماری سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اس ٹیکے کے ذریعے آپ جگر کے کینسر سے بھی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

ہیپاٹائٹس بی کا یہ ٹیکا سب ہی کے لیے بہت ضروری ہے، لیکن خواتین کو تو ضرور یہ ویکسین لگوا لینا چاہیے، کیوں کہ یہ بیماری خود ماں تک ہی محدود نہیں رہتی، بلکہ اس کے پیدا ہونے والے بچے کو بھی پیدائشی مریض بنا سکتی ہے۔

میری بیماری یعنی یرقان کی صورت میں مستند ڈاکٹرز سے رجوع کرنا چاہیے۔ جعلی حکیم بیماری کی صورت میں مریض کی غذا بند کرا دیتے ہیں، حالاں کہ اس وقت مجھے غذائیت بخش اجزا کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ یرقان یعنی ہیپاٹائٹس کی صورت میں مریض کو گھر کی پکی ہوئی تمام غذائیں استعمال کرانی چاہئیں۔ البتہ زیادتی ہر چیز کی بری ہوتی ہے۔ سب کچھ کھائیے، مختلف اقسام کی غذائیں استعمال کریں، تا کہ میں ان کے حیات آفریں اجزا کی مدد سے خود اپنی شکست و ریخت کو دور کر سکوں۔

ہیپاٹائٹس پھیلنے کے بہت سے اسباب ہیں۔ اس کی چند اقسام آلودہ پانی اور خوراک کے ذریعے پھیلتی ہیں جب کہ چند اقسام استعمال شدہ سرنج سے، آپریشن کے دوران آلودہ آلات کا استعمال، حجاموں کے آلودہ استرے، ناک کان چھدوانے کی آلودہ سوئیاں، آلودہ بلیڈ اور فٹ پاتھی دندان سازوں کے آلودہ آلات سے پھیلتی ہیں۔

جگر اور دوسرے اعضا کی بہت سی بیماریاں دواؤں کے غیر ضروری استعمال سے بھی پیدا ہوتی ہیں۔ دوا اسی وقت استعمال کریں جب اس کی ضرورت ناگزیر ہو۔ اللہ رب العزت پر بھروسہ کرنا سیکھیں۔ زندگی، صحت، بیماری سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ بیماری زیادہ ہو تو اس کا علاج کرانا بھی ضروری ہے، لیکن ذرا ذرا سی بات پر ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس جانا بہرحال نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ☆☆☆

بچوں کا اسلام کی بیٹھک

دوستو! جیسا کہ آپ نے اداریے میں پڑھ لیا ہوگا، یہ 'بچوں کا اسلام' کی ہفتہ وار بیٹھک ہے۔ اس ہفتے جو آٹھ سے اسی سال تک کے 'بچے' بیٹھک میں تشریف لائے اور ان کی کچھ غم کی خبریں، کچھ خوشی کے سندیسے ہمیں پہنچے......وہ مندرجہ ذیل ہیں:

سانحۂ ارتحال:

(1) 24 نومبر 2017ء کو میرے والد محترم جناب سید عصمت پاشا مرحوم عصر کی نماز کے بعد اچانک آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

(لکھاری بھائی سید بلال پاشا۔ واہ کینٹ)

(2) ہمارے والد محترم بوجہ عارضہ جگر، 10 دسمبر کو دارفانی کوچ فرما گئے۔ (لکھاری بھائی ندیم اختر)

(3) ماہنامہ نونہال کے مدیر جناب برکاتی صاحب بھی دسمبر 2017ء میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

(4) میرے نانا جان، جناب احمد سلیم مظہر چغتائی ایڈووکیٹ کا انتقال اس ہفتے ہوا ہے۔

(ایک قاری بھائی دانیال حسن)

علالت:

(1) والد محترم کو اچانک دل کے دورے کی وجہ سے، اسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ اللہ نے فضل فرمایا اور گھر واپس تشریف لائے۔ ابھی علاج جاری ہے۔ (نیوز چینل کے میزبان جناب شاہد فاروق صاحب۔ پھلور)

(2) بچوں کا اسلام کے صاحب طرز لکھاری محترم پروفیسر اسلم بیگ صاحب (اسلام آباد) کی طبیعت بھی کافی ناساز رہی ہے۔

(3) ہماری والدہ محترمہ بھی ایک ماہ سے شدید علیل ہیں۔ ان کے علاوہ ہماری محترمہ باجی ریحانہ تبسم فاضلی صاحبہ بھی شدید علالت میں رہیں۔

(مدیر مسئول بچوں کا اسلام)

(4) میرے بڑے بھائی محمد طارق چراغ جو کافی عرصے سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے ان کا کامیاب آپریشن ہوگیا ہے، ابھی ہسپتال میں ہی زیر علاج ہیں۔

(ڈیزائنر بچوں کا اسلام)

خوش خبریاں:

(1) بچوں کا اسلام کے ننھے قاری حافظ سید محمد (لاہور) نے پچھلے ہفتے حفظ قرآن مکمل کیا اور نشان اقرا حاصل کیا۔

(2) مزاح نگار بھائی حماد احمد (لاہور) جو خود بھی ابھی خاصے ننھے سے ہی ہیں، 17 دسمبر کو ایک پیارے سے منے میاں کے ابا جان بن گئے ہیں۔

(3) لکھاری محترمہ سارہ الیاس نے پچھلے دنوں اپنی ہاؤس جاب مکمل کر لی۔ جنوری سے وہ اب باقاعدہ پریکٹس شروع کر رہی ہیں، یعنی اب ان کے نام کے ساتھ ڈاکٹر کا سابقہ لگا کرے گا۔

مشورہ:

(1) مدیر انکل! میری عمر 13 سال ہے۔ چار سال سے بچوں کا اسلام کا قاری ہوں۔ اس سال میرا حفظ ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔ مجھے مشورہ دیجیے کہ میں آگے کی تعلیم کیسے جاری رکھوں؟ میرے ابو چاہتے ہیں کہ میں عالم بنوں......مگر میں چاہتا ہوں کہ میں عصری تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت کروں۔ آپ بتایئے کہ یہ بات گناہ تو نہیں ہوگی؟ اور میری عمر کی مناسبت سے مجھے مشورہ دیجیے کہ میں کیسے کم سے کم وقت میں میٹرک کر لوں اور آگے کن مضامین میں داخلہ لوں؟...... مجھے مطالعے کا بہت زیادہ شوق ہے خصوصاً سائنسی مضامین کا۔ (عروہ زبیر۔ کراچی)

☆

ادارہ

اس ہفتے بیٹھک میں آنے والے چند 'بچوں' کے پیغامات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

یہی زندگی ہے...... خوشیاں بھی غموں کے شانہ بشانہ یہاں چلتی ہیں...... مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ بس ہر آنے والے حال میں راضی رہے۔ سو ہمارے وہ قارئین جو اپنے عزیز کی وفات یا بیماری کی وجہ سے، حالتِ غم میں ہیں، ہم ان کے غموں میں شریک ہیں اور ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔

قارئین سے بھی گزارش ہے کہ اسی وقت مطالعہ موقوف کر کے تین بار سورہ اخلاص اول آخر درود شریف پڑھ کر سب سے پہلے ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کیجیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ساری امت مسلمہ کو بالعموم اور بالخصوص بیٹھک کے ان احباب کے عزیزوں کے ایصال ثواب کی نیت کیجیے۔ یاد رکھیے، ایصال ثواب صرف گزر جانے والوں کے لیے خاص نہیں ہوتا۔ آپ اس میں زندہ کی بھی نیت کر سکتے ہیں اور کرنی چاہیے۔

اول آخر درود شریف پڑھ کر ایک بار جو بیمار ہیں، ان کے لیے صحت و عافیت کی دعا کر دیجیے اور جنہیں اللہ رب العزت نے کوئی خوشی دی ہے، اس میں برکت کی دعا کر دیجیے۔

اسی طرح کوئی قاری یہ سمجھتا ہے کہ وہ مشورہ چاہنے والے طالب علم کو اچھا مشورہ دے سکتا ہے تو لکھ بھیجیے۔ اگلی بیٹھک میں شائع کر دیا جائے گا۔

☆☆☆

مشکل الفاظ کے معنی اور استعمال

لب کھولنا		بات کرنا (محاورہ)
انسداد	اِنس داد	روک تھام کرنا
موعودہ	مَو عُودَہ	طے شدہ، مقرر
مخروط	مَخ رُوط	گاجر شکل کی چیز
چہ معنی دارد		کیا سبب ہے؟ (مقولہ)
اپنے تئیں		اپنے آپ، خود سے
موت کا ہرکارہ		موت کا فرشتہ/ بلانے والا
اڑن چھو ہو		نظروں سے غائب ہونا (محاورہ)
جان چھڑکنا		دل و جان سے چاہنا (محاورہ)
ناز برداریاں		ناز اٹھانا، نخرے برداشت کرنا (محاورہ)

ثمر اجلاس

شازیہ نور

میدان میں ہر طرف شور برپا تھا۔ کان پڑی آواز سمجھ نہیں آرہی تھی۔ یہ ایک احتجاجی مجمع تھا اور احتجاج کرنے والے تھے تمام پھل۔ ایک طرف اناروں کی ٹولی تھی تو دوسری طرف سیب آوازیں بلند کر رہے تھے، کہیں انگور اچھل رہے تھے تو کہیں کیلے شور مچا رہے تھے۔ ملک کے حالات دیکھتے ہوئے پھلوں نے بھی احتجاج کا طریقہ اپنایا تھا اور ان سب کا مطالبہ تھا کہ انہیں بھی 'بچوں کا اسلام' میں جگہ دی جائے، صرف آم ہی کیوں خاص ہے۔ 'آم' کو 'عام' کرو کی صدائیں سن سن کر مدیر بچوں کا اسلام ہی نہیں، بلکہ پورا عملہ کانوں میں انگلیاں دیے بیٹھا تھا۔ انہوں نے اثر جون پوری کو اطلاع دے دی تھی کہ آئیں اور اپنے کیے کی خود ہی سزا بھگتیں اور پھر جیسے ہی اثر جون پوری صاحب تشریف لائے، پھلوں نے فلک شگاف نعرہ بلند کیا۔ 'آم کو عام کرو، آم کا پیسہ جام کرو' اثر صاحب نے ہاتھ ہلا ہلا کر تمام پھلوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور گلا کھنکار کر بولے: ''آم کوئی عام سا پھل نہیں ہے، بلکہ بہت خاص پھل ہے۔ آخر آپ سب اس سے حسد کیوں کر رہے ہیں؟''

''ہم حسد نہیں رشک کر رہے ہیں، اگر آپ آم کی بجائے ہم میں کسی اور پھل کے لیے نظمیں لکھیں تو وہ بھی خاص ہو جائے گا۔ آپ کو تمام پھلوں کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔'' ایک سرخ رسیلے سیب نے جواب دیا۔

''چلیں میں آپ کی خواہش پوری کیے دیتا ہوں۔'' اثر صاحب نے اپنی ایک آنکھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: ''اب میں تمام پھلوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔''

تمام پھل کھلکھلا کر ہنس پڑے البتہ پپیتا ہنستے ہنستے برا سا منہ بنا کر بولا: ''آپ ہماری بات کو مذاق میں نہ اڑائیں، بلکہ ہمارے موضوع پر مقابلہ کرائیں۔''

''ہاں ہاں! ہماری افادیت کو بھی لوگوں پر آشکار کیا جائے۔'' انار نے پرزور مطالبہ کیا۔

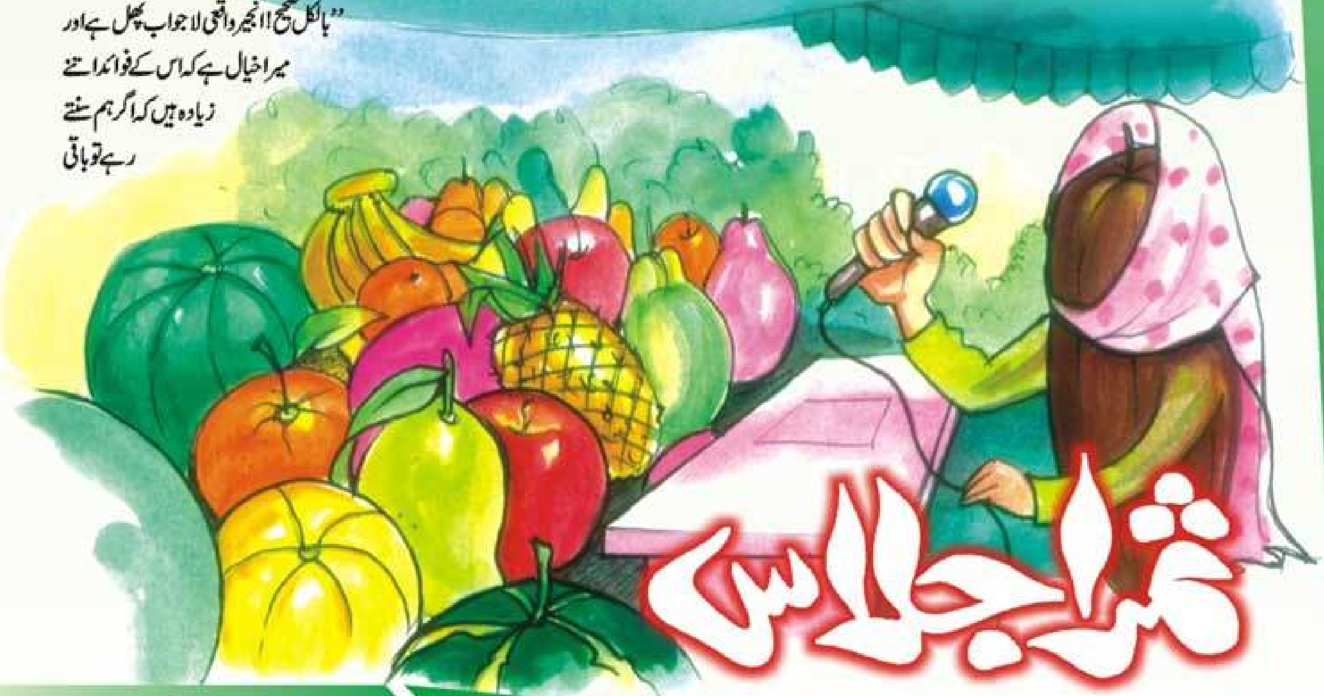
''ٹھیک ہے ٹھیک ہے، ہم ایک مجلس منعقد کر لیتے ہیں جس میں تمام پھل اپنی اپنی افادیت خود بیان کریں گے۔'' اثر جون پوری صاحب نے گویا ہار مان لی۔

اگلے ہی روز تمام پھل خوب سجے سجائے محفل میں حاضر تھے۔ اللہ کے نام سے آغاز کیا گیا اور اس سلسلے میں سب سے پہلے انجیر کو بلایا گیا۔ انجیر نے 'سورۃ التین' کی تلاوت کی اور اپنی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بولی۔

انجیر جنت کا پھل ہے۔ یہ کمزور اور دبلے پتلے لوگوں کے لیے طاقت کا خزانہ ہے۔ انجیر میں پروٹین، معدنی اجزا، شکر، کیلشیم، فاسفورس پایا جاتا ہے۔ انجیر تازہ ہو یا خشک، اس میں وٹامن اے اور سی کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں اور وٹامن بی اور ڈی بھی کم مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ انجیر کھانسی، بلغم، گلے کی خراش اور آنتوں کی کئی بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ دماغی امراض سے بچاتی ہے، طبیعت میں نرمی پیدا کرتی ہے۔ دل اور جگر کو قوت دیتی ہے۔ انجیر ہر روز کسی خاص وقت میں کھائی جائے تو اس سے فالج جیسے مرض سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ انجیر پھوڑے پھنسیوں اور کینسر جیسے مرض کے علاج کے لیے بھی لگاتار کھاتے رہنے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ گردہ مثانہ یا پتے میں پتھری ہو اور انجیر کھائی جائے تو مفید ثابت ہوتی ہے۔ درد جوڑوں میں ہو یا جسم کے کسی اور حصے میں یہ درد افاقہ کرتی ہے۔ انجیر کا مسلسل استعمال خون کا گاڑھا پن ختم کرتا ہے، نالیوں میں خون جمنے نہیں دیتا اور جسم کی اضافی چربی کو کم کرتا ہے۔ یعنی بلند فشار خون کو کنٹرول کرتا ہے، انجیر بواسیر کو دور کرتی ہے اور قبض ختم کرتی ہے۔''

ابھی انجیر صاحبہ اپنے فائدے گنوا رہی تھیں کہ اثر صاحب نے ہاتھ سے اشارہ کر کے انہیں روک دیا اور انجیر کے خاموش ہوتے ہی نہایت شائستہ لہجے میں بولے:

''بالکل صحیح! انجیر واقعی لاجواب پھل ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے فوائد اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم سنتے رہے تو باقی



پھلوں کی باری نہیں آئے گی اس لیے......'' انہوں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ انجیر مسکرا کر اپنی جگہ آ بیٹھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اثر صاحب اس سے بہت مرعوب ہو گئے ہیں۔

''اب دعوت سخن دیتے ہیں کھجور صاحبہ کو۔''

کھجور صاحبہ چہرے پر خوش گوار شکنیں ڈالے اسٹیج پر آ کھڑی ہوئیں اور بسم اللہ پڑھ کر اپنی بات کا آغاز کیا۔

''میں بہت منفرد اور اہم ترین پھل ہوں کیوں کہ کھجور کا ہم پلہ اور کوئی پھل نہیں۔ غذائیت کے اعتبار سے بہترین اور قوت بخش اور ذائقے کے لحاظ سے مزیدار میٹھی، زود ہضم بھی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ کھجور میں فولاد کی مقدار 16.10 فیصد ہے، جبکہ پالک میں یہ مقدار 5 فیصد، سیب میں 7.1 فیصد، امرود میں ایک فیصد اور انار میں 3 فیصد ہوتی ہے۔ اسی لیے کھجور خون پیدا کرنے کا خزانہ ہے۔ کمزور افراد اگر کھجور کو دودھ کے ساتھ استعمال کریں تو کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شخص میں آئیوڈین کی کمی ہو تو اسے کھجور استعمال کرنا چاہیے۔ کھجور دل کو طاقت ور اور اعصاب کو مضبوطی فراہم کرتی ہے۔ کھجور بچوں، بڑوں، مرد اور عورت سب کے لیے مفید ہے۔ کھجور کے استعمال سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ کولیسٹرول کی مقدار نہیں بڑھنے دیتی۔ (یاد رہے کولیسٹرول زیادہ ہونے سے بلند فشار خون (ہائی بلڈ پریشر) اور دل کا دورہ پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے)۔ امراض قلب میں کھجور زیادہ فائدہ مند ہے خاص طور پر عجوہ کھجور تو اس مرض کے دور کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ کیوں کہ عجوہ کھجور کی تعریف تو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے اور ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دل کے دورے کے علاج کے لیے عجوہ کھجور گٹھلیوں سمیت پیس کر کھلانے کا حکم فرمایا۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے بھی کھجور ایک فائدہ بخش خوراک ہے۔ اس میں جو لحمیات حیاتین اور معدنی نمکیات پائے جاتے ہیں، وہ اعصاب کو طاقت فراہم کرتے ہیں اور کھجور کے مسلسل استعمال سے نسیان یعنی بھولنے کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ کھجور بلغم کو خارج کر کے کھانسی میں فائدہ پہنچاتی ہے اور پھیپھڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ رعشہ (کپکپاہٹ) کی بیماری میں کھجور بہت فائدہ مند ہے۔ یہ جگر کے فعل کو درست کرتی ہے اور صالح خون پیدا کرتی ہے۔ بچیوں کو چھوٹی عمر سے ہی کھجور کھلانی چاہیے خواہ اس کی مقدار صرف ایک دو کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں اور بلوغت کی عمر میں اس تعداد میں اضافہ کر دینا چاہیے۔ کھجور کا حلوہ نہایت مزیدار اور بہت ساری افادیت کا حامل ہے۔ اس میں چینی کا اضافہ بھی نہیں کرنا پڑتا اور بچوں بڑوں سب کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اگر غور کریں تو کھجور تمام پھلوں سے زیادہ اہم پھل ہے اور جسم کے تمام حصوں کے لیے فائدہ مند بھی۔ صرف آنکھوں کی بیماری میں کھجور کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

کھجور کی تقریر جاری تھی اور سارے پھل اس کے سحر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک کسی نے ہمیں آواز دی۔

''کیا بات ہے؟ کہاں گم ہو؟'' ہم چونک پڑے۔ ہمارے سامنے پلیٹ میں رکھے مختلف پھل ہمیں مسکراتے نظر آ رہے تھے اور ہم بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے کہ تخیل کی دنیا میں ہم کیا کیا دیکھ لیتے ہیں۔ کاش! ہم اسی طرح گم رہتے اور سارے پھلوں کی تقریریں سن لیتے اور آخر میں یہ جان لیتے کہ اثر جون صاحب نے کیا فیصلہ کیا...... خیر! ہم اٹھے اور ''پھلوں کی افادیت اور علاج'' نامی کتاب اٹھا کر اپنے تکیے کے نیچے چھپا دی کہ پھر کسی دن اگر ایسا ہی موقع ملا تو ضرور باقی پھلوں کی تقریریں بھی سنیں گے۔ ان شاء اللہ!

☆☆☆

یہ سب اُسی کا کرم ہے

یہ کس نے تیرہ شبی میں چراغ دکھلایا
یہ کون نور کی مشعل لیے ہوئے آیا
یہ کس نے ظلم کی آنکھوں میں ڈال دی آنکھیں
یہ کون جبر کے طوفاں سے آ کے ٹکرایا
قدم قدم پہ ہوا کون ظلم سے دو چار
یہ کس نے زخم سہے زندگی کا غم کھایا
ستم کے بدلے ہمیشہ دعائیں دیں کس نے؟
یہ کس کی بخشش و رحمت سے کفر شرمایا
یہ سب اسی کا کرم ہے یہ سب اسی کی عطا
وہی جو رحمت عالم جہاں میں کہلایا
حواس کھوئے ہوئے آبرو زمانہ تھا
جو آپ آئے تو انسانیت کو ہوش آیا

آبرو بینائی سے محروم ہو گئے تھے لیکن انھوں نے ایک عجیب و غریب دعائیہ شعر کہا اس شعر کے ساتھ ہی ان کی بینائی بحال ہو گئی۔

جس نور سے پاتے ہیں ضیاء انجم و ماہتاب
اس نور کا صدقہ مری آنکھوں کو عطا ہو

شعیب آبرو

آمنے سامنے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

⊛ 'مسکراہٹ کے پھول' کافی عرصے سے غائب ہیں، قصص الانبیاء کا سلسلہ بھی مسلسل شائع نہیں ہو رہا۔ 'نیوز چینل' کا بے تابی سے انتظار رہتا ہے۔

(نعیم اللہ۔ کراچی)

ج: 'نیوز چینل' ان شاء اللہ جلد شائع ہو گا۔ تاخیر کی وجہ اسی شمارے میں 'بچوں کا اسلام کی بیٹھک' میں ملاحظہ فرمالیجیے۔

⊛ دستک میں آپ نے ایک چھوٹی سی شرارت کردی۔ مناظر دکھانے تھے مگر ایک منظر دکھا کر دوسرا منظر دکھانے سے پہلے اگلی دستک کی طرف بھاگ لیے۔ ویسے شرارت اچھی لگی۔ ''حضرت مجدد اور دادے کا بدلہ'' دونوں تاریخی مضمون تھے اور دونوں ہی پسند آئے کیوں کہ مجھے تاریخ سے بہت دلچسپی ہے۔ ''بدنصیب'' پڑھ کر افسوس ہوا کہ کیسی بدنصیب اولاد ہے کہ بجائے خدمت کرنے کے باپ کو فٹ پاتھ پر پھینک گئے۔ ''للو پنجو'' پڑھ کر ہنس پڑے۔ ''پیاسا کوا'' عنوان پڑھ کر ہی سمجھ آگیا کہ کون سا کوا ہے اوپر سے ڈیزائنر بھائی نے تصویر وہ بنائی کہ ساری کہانی سمجھ میں آگئی سو مزا نہ آیا۔ ''عین عبادت'' پڑھ کر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ ہاں اس سے ہم عموماً غفلت کر جاتے ہیں۔ غرض سارا شمارہ کہیں ہنساتا کہیں سوچ میں مبتلا کرتا اور کہیں حیرت کے سمندر میں ڈبوتا شاندار تھا۔ (م۔ا۔ فیصل آباد)

ج: لیکن شاید آپ نے غور نہیں کیا کہ یہ مشہور کہاوتی کہانیاں دوبارہ ایک نئے اسلوب میں لکھی جارہی ہیں۔ اپنے بچوں کو پڑھ کر سنائیں، اس انداز میں وہ زیادہ لطف اندوز ہوں گے ان شاء اللہ!

⊛ شروع سے بچوں کا اسلام کی قاریہ ہوں۔ لکھنے کا بہت شوق ہے۔ ایک خط اکل کی حیات مبارکہ میں شائع ہوا تھا اور ان کی طرف سے جواب نامہ بھی موصول ہوا تھا، جس کی وجہ سے بہت خوشی ہوئی اور حوصلہ بڑھا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کچھ اقوال' خطوط بھیجتی رہی شاید ردی کی بالٹی اس کو ہڑپ کر چکی ہے۔

(جویریہ بنت محمد اسرار۔ جامعہ زینب اللبنات فورٹلی)

ج: یہ خط تو ردی کی ٹوکری سے بچ گیا نا۔ آیندہ بھی اس کلموہی (کالے منھ والی) سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، لکھتے رہا کیجیے۔

⊛ سالنامہ آپ کی محنتوں کی بدولت بہت اچھا رہا مگر ایک دو قسموں میں آپ کی دستک اور سلسلہ آمنے سامنے کی کمی نے رسالے کا آدھا مزا ہڑپ کر لیا، ان کے بغیر تو رسالہ ادھورا سا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم اشتیاق احمد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم دائم رکھے آمین۔ (عبدالرحمٰن۔ کہروڑپکا)

ج: آمین ثم آمین۔ بہت شکریہ دعا میں یاد رکھنے کا۔ جسمانی و روحانی صحت کی دعا کو ملانے کی بھی درخواست ہے کہ ہمہ قسم صحت کی نعمت ہو تو طویل زندگی کے مزے ہیں، ورنہ نہیں۔

⊛ ہم نے سنا ہے کہ خطوط والے لفافے میں صرف خطوط ہی ڈالے جائیں تو بہتر ہے، اگر ان کے ساتھ کوئی تحریر وغیرہ بھیجیں تو نا قابل اشاعت ہو جاتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ چند مزید سوالات کے جوابات درکار ہیں: اگر کوئی بہت ضروری بات بہت جلد پوچھنی ہو تو اس کا کیا طریقہ کار ہے؟ رسالہ مقررہ تاریخ سے کتنے دن پہلے چھپ جاتا ہے؟

چند تجاویز پیش خدمت ہیں: 'آئیں یاد کریں' والے سلسلے میں 'آگر آئیں عمل کریں' لگادیں تو بہت بہتر ہوگا کیونکہ اس میں جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں عمل کرنے کی ہوتی ہیں یاد کرنے کی نہیں۔ جو کہانیاں' خطوط' ناول وغیرہ لمبے ہوں تو انہیں مختصر کر کے چھاپیں، تاکہ اور لوگوں کو بھی رسالہ میں جگہ ملے۔ ڈراؤنی اور جاسوسی کہانیاں بھی لگا کریں۔ آمنے سامنے میں ہر سوال کا جواب دیا جائے۔ (حافظ سعید الرحمٰن انصاری۔ کراچی)

ج: (1) نہیں جی۔ مزید تحریریں بھی ڈالی جاسکتی ہیں۔ (2) 21 دن قبل (3) علم اور عمل دونوں کا جوڑ ہے۔ پہلے یاد کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، اس کے ساتھ ہی عمل کی بھی۔ احادیث کو یاد کرنا اور رکھنا بھی خود ایک بڑا عمل ہے۔ (4) مضامین تو مختصر کیے جاسکتے ہیں، کہانیوں کو ایک حد سے زیادہ چھیڑا نہیں جاسکتا، ورنہ کہانی کا مقصد اور دلچسپی ختم ہو جائے گی۔ (5) قابل جواب کوئی سوال ہو تو ضرور دیا جاتا ہے۔ (6) جاسوسی تو لگتی ہی رہتی ہیں، ڈراؤنی بھلا کیسے لگا سکتے ہیں، ہاں البتہ پراسرار اور حیرت انگیز ہونا ایک الگ بات ہے، اگر کوئی بات قابل اعتراض نہ ہو تو ضرور لگائیں گے۔

⊛ شمارہ 799 ایک ہی نشست میں پورا پڑھ ڈالا اور پتا ہی نہ چلا۔ ماشاء اللہ تمام تحریریں جان دار تھیں۔ خاص کر سرورق کہانی ''عقلمند بڑھیا'' نے تو بہت ہی متاثر کیا۔ ''لال گاڑی'' قربانی کا سبق دے رہی تھی۔ آپ کی دستک میں انوکھا انداز تھا۔ 'نجوم ہدایت' والا اس بار کا واقعہ بھی بہت ہی کمال کا تھا۔ آمنے سامنے کے تمام خطوط چٹ پٹے مزے دار تھے اور پھر آپ کے جوابات نے مزہ دوبالا کر دیا۔ آپ نے کسی سابقہ شمارے میں خوشخبریاں سنانی شروع کی تھیں وہ کہاں گئیں؟ (مولانا محمد اشرف۔ احیاء العلوم حاصل پور)

ج: ہماری خوشخبریوں کو کسی بدخواہ کی نظر لگ گئی۔

⊛ شمارہ نمبر 800 کا مطالعہ کیا۔ دستک میں ''بیس منٹ'' کی تعریف دیکھ کر سب سے پہلے اسی کو پڑھا' بہت دلچسپ کہانی تھی، دیگر کہانیاں و مضامین بھی اپنی جگہ بہترین تھیں۔ شمارہ 801 میں 'جاسوس کی فکر' موت کی ہوا' جواب' تمام کہانیاں دلچسپ اور اہم تھیں۔ اس مرتبہ نجوم ہدایت کی کمی رہی۔ شمارہ 802، 803 بڑے زبردست انداز میں سامنے آئے۔ سب مضامین اور کہانیاں اعلیٰ درجے کی تھیں۔ نجوم ہدایت میں ابو محمد صاحب ہر بار کی طرح نیا انداز لیے ہوئے تھے۔ ن ش صاحبہ یا صاحب پتا نہیں کہاں گئے' جب سے ان کا ناول پڑھا ہے ان کی کہانیوں کا شدت سے انتظار رہتا ہے' باقی کہانیاں بھی ماشاء اللہ اپنی جگہ بہت اہمیت کی حامل تھیں۔ اشتیاق احمد کا قصص الانبیاء کا سلسلہ بہت اہم ہے۔ (عبدالرحمان کہروڑی)

ج: ن ش ہماری بہن ہیں، اس لیے صاحبہ ہوئیں۔ ہمیں بھی شدت سے انتظار رہتا ہے۔

⊛ شمارہ 797 شرارت نمبر 5 کم اور مار نمبر زیادہ لگا۔ 'ہم اور ہم' پانچ مرتبہ پڑھی، ہر مرتبہ ہنستے رہے۔ شمارہ 798 میں 'شر سے شرارت' ہمیں نہ جانے کیوں اچھی نہیں لگی۔ شرارت نمبر میں احمد سدیس' ساریہ' خنسا' جمانہ کی کوئی شرارت نہیں تھی' کیا وہ شرارتیں نہیں کرتے؟ (ام محمد حنظلہ۔ بھکر)

ج: واہ آپ کو تو نام یاد ہیں اور وہ بھی ترتیب سے۔ ان کی شرارتیں ابھی ہم اپنے لوح قلب پر محفوظ کر رہے ہیں۔ کبھی پوری کتاب ہی شائع کر دیں گے۔



معیار
ہی معیار کی ضمانت ہے